حاکمیت اور قانون سازی کا اختیار

اسلام کا نقطۂ نظر

خلیل الرحمن چشتی °

تمام دنیاوی امور میں اللہ تعالیٰ ہی حَاکِم (ruler) اور شَارِع (law giver) ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی حاکمِ اعلیٰ (sovereign) ہے۔ اللہ کے بارے میں یہ عقیدہ کافی نہیں ہے کہ وہ خَالِق (creator) ہے اور ربّ (sustainer) ہے۔ اسلام کا مطالبہ یہ ہے کہ اُسے خالق بھی تسلیم کیا جائے اور ربّ بھی، مالک بھی تسلیم کیا جائے اور بادشاہ بھی، صاحبِ تصرّف بھی تسلیم کیا جائے اور حاکم اور شارع بھی۔ آخری رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے سے دی جانے والی شریعت کے ہر فیصلے کو تسلیم کرنا بھی لازمی اور ضروری ہے، کیونکہ 'تکوینی اقتدار' کے ساتھ ساتھ 'تشریعی اقتدار' بھی اللہ تعالیٰ ہی کا حق ہے۔ اسی کو توحید تشریع یا توحید حاکمیت کہا جاسکتا ہے۔ جو ہستی آسمانوں پر حکمرانی کر رہی ہے، صرف اُسی کو ہی اِس کرۂ ارض پر حکمرانی کا حق حاصل ہے۔

ہمارے دور میں' جب کہ جمہوریت اور سیکولرزم کی صدائیں ہر طرف بلند ہو رہی ہیں اور اسلامی عقائد اور اسلامی ثقافت وتہذیب پر تابڑ توڑ حملے مسلسل کیے جا رہے ہیں، ہر پڑھے لکھے مسلمان کے لیے لازمی اور ضروری ہوگیا ہے کہ وہ حاکمیتِ الٰہی (توحیدِ تشریع) کے عقیدے کو ٹھیک ٹھیک سمجھے۔ اسلام کا مطالبہ یہ ہے کہ اللہ کو صرف خالق ہی نہیں' بلکہ رب بھی تسلیم کیا جائے۔

° ڈائرکٹر' الفوز اکیڈیمی' اسلام آباد

خالق و رب ہی نہیں، بلکہ اُسے حاکم اور شارع بھی تسلیم کیا جائے۔ بحیثیت حاکم اور بحیثیت شارع نہ صرف اُس کی تکوینی حاکمیت تسلیم کی جائے بلکہ تشریعی حاکمیت کو بھی مانا جائے۔

مغرب یہ چاہتا ہے کہ وہ اِسلام کو عیسائیت کی طرح چرچ اور مسجد میں محدود کر دے۔ وہ یہ نہیں چاہتا کہ قرآن و سنت کے مطابق دنیا میں کہیں کوئی حکومتِ الٰہیہ قائم ہو۔ وہ نہیں چاہتا کہ قرآن و سنت کے قوانین کے مطابق دنیا کے کسی بھی ملک میں عدالتی نظام قائم ہو۔ وہ تو چاہتا ہے کہ سُود پر مشتمل معاشی نظام کو مسلمان رڈ نہ کر دیں اور غیر سودی نظامِ معیشت کو اپنے اپنے ملکوں میں رائج اور نافذ کریں۔

مغربی جمہوریت، ایک مادر پدر آزاد جمہوریت ہے، جو کسی روحانی اور اَخلاقی حدود و قیود کی پابند نہیں۔ اس میں عوام کو اور عوام کے منتخب نمایندوں کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ ہر قسم کے فیصلے کر سکیں۔ اسلام ایسی آزاد جمہوریت کا قائل نہیں۔ جمہوریت میں عوام الناس کی رائے کو ریفرنڈم کے ذریعے معلوم کیا جاتا ہے، یا عوام کے منتخب نمایندوں کی رائے کو پارلیمنٹ میں دیکھا جاتا ہے۔
[redacted]
کے ذریعے اِسے دستور کا ایک مستقل حصہ قرار دیا گیا ہے۔ وفاقی شرعی عدالت کو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ وہ ہر اُس قانون کا جائزہ لے، جو قرآن و سنت سے متصادم ہو۔ یہ چیز مغرب کی نگاہ میں بری طرح کھٹکتی ہے اور مختلف طریقوں سے اس کی یہ کوشش ہے کہ اِس دستور کو ترکی کی طرح سیکولر بنا دیا جائے۔

حاکمیت الٰھی اور سیکولرزم

سیکولرزم کا مطلب لامذہبیت یا لادینیت نہیں ہے، بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ حکومت اور ریاست کا مذہب سے کوئی تعلق نہیں ہونا چاہیے۔ سیکولرزم مذہب کو گھر، مسجد اور عبادت خانوں تک محدود کر دیتا ہے۔ سیکولرزم کا توحیدِ ربوبیت اور توحیدِ اُلوہیت سے کوئی جھگڑا نہیں ہے، لیکن وہ توحیدِ تشریع، یعنی حاکمیت الٰہی کی مخالفت کرتا ہے۔ اسلام اور سیکولرزم ایک دوسرے کی ضد ہیں۔

سیکولرزم یہ گوارا نہیں کرتا کہ ایک سیکولر اسٹیٹ میں اسلامی سزائیں (حدود) نافذ ہوں۔ سود پر پابندی ہو، موسیقی اور رقص پر پابندی ہو، عریانی اور فحاشی پر پابندی ہو، البتہ سیکولرزم عبادات

کی اجازت دیتا ہے، چنانچہ وہ تصوف کو پروان چڑھاتا ہے جس کا اسلام کی تعلیمات سے کوئی تعلق نہیں۔ مغرب کی سیکولر دنیا کے نزدیک تصوف ایک ایسا فلسفہ ہے، جس سے اُن کے سیاسی اور مالی مفادات پر زد نہیں پڑتی اور وہ تصوف کے ساتھ پُرامن بقائے باہمی کے اُصولوں پر کاربند رہ سکتی ہے۔ اس کے برخلاف سیکولرزم کی اسلامی شریعت (Islamic Law) سے ازلی دشمنی ہے۔ سیکولرزم کے نقطۂ نظر سے فوج داری قوانین، معاشی قوانین، عائلی قوانین وغیرہ میں، خدا اور مذہب کا کوئی کردار نہیں ہونا چاہیے۔ ان تمام امور میں عوام کی رائے، اُن کی خواہشاتِ نفس اور اُن کے نمایندوں کی رائے ہی حاکمِ اعلیٰ ہے۔

ہر مسلمان پر یہ بات واضح ہو جانی چاہیے کہ جس اللہ نے ہمیں نماز ادا کرنے کا حکم دیا ہے، اُسی نے چور کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا ہے۔ جس اللہ نے ہمیں روزوں اور حج کا حکم دیا ہے، اُسی نے امیروں سے زکوٰۃ وصول کرنے، غیر شادی شدہ زانی مرد و خواتین کو کوڑے لگانے اور شادی شدہ زانی مرد و خواتین کو رجم کرنے کا حکم دیا ہے۔ جس اللہ نے ہمیں سچ بولنے کا اور امانتوں کا پاس و لحاظ کرنے کا حکم دیا ہے، اُسی نے ہمیں وصیت اور وراثت کے احکام دیے ہیں۔ اُسی نے سود، فحاشی، عریانی اور زنا کو حرام ٹھیرایا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے احکامات میں سے بعض کو قبول کر کے، بعض کو مسترد نہیں کیا جاسکتا اور نہ اسلام کو صرف ذاتی اعمال تک محدود کیا جاسکتا ہے۔ اسلام ایک نظامِ حیات ہے۔ اللہ تعالیٰ شارع ہے، وہ عبادات کا بھی حکم دیتا ہے اور معاشرتی قوانین کا بھی، وہ معاشی قوانین کا بھی حکم دیتا ہے اور اَخلاقیات کی تعلیم بھی۔ وہ ایک مضبوط اجتماعیت پر مبنی ریاست (state) کا حکم بھی دیتا ہے، جہاں اسلام کا نظامِ عدل رائج ہو۔

توحیدِ حاکمیت

حکمرانی، اقتدار اور بادشاہت، اللہ ہی کی ہے، جس میں اس کا کوئی شریک نہیں ہے، اِس حقیقت کا نام 'توحیدِ ملوکیت' ہے۔ اِسی کا دوسرا نام 'توحیدِ حاکمیت' ہے۔ درج ذیل آیات پر غور کیجیے:

لَهُ الْمُلْكُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ (الزمر ۳۹:۶) بادشاہی اسی کی ہے، کوئی معبود اس کے سوا

نہیں ہے۔

لَہٗ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (الزمر ۳۹:۴۴) آسمانوں اور زمین کی بادشاہی کا وہی مالک ہے۔

وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ شَرِیْکٌ فِی الْمُلْکِ (الفرقان ۲۵:۲) بادشاہی میں اُس کا کوئی شریک نہیں (وہ تنہا حکومت کر رہا ہے)۔

بِیَدِہٖ مَلَکُوْتُ کُلِّ شَیْءٍ (یٰس ۳۶:۸۳) ہر چیز کی بادشاہی، اسی کے ہاتھ میں ہے۔

مَلِکِ النَّاسِ o (الناس ۱۱۴:۲) انسانوں کا بادشاہ ہے۔

لِلّٰہِ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ o (الشوریٰ ۴۲:۴۹) زمین اور آسمانوں کی بادشاہی صرف اللہ ہی کے لیے ہے۔

خیال رہے کہ زمین کی بادشاہت بھی اللہ تعالیٰ ہی کی ہے۔ فرعونوں، نمرودوں اور بالادست ریاستوں کے حکمرانوں کو سوپر پاور سمجھنا شرک فی الملوکیت ہے۔ کمزور مسلمان، کافروں کی قوت سے مرعوب ہوجاتے ہیں، لیکن اللہ نے ہمیں قرآن میں حکم دیا ہے کہ:

لَا یَغُرَّنَّکَ تَقَلُّبُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فِی الْبِلَادِ o (اٰل عمرٰن ۳:۱۹۶) دنیا کے ملکوں میں، خدا کے نافرمان لوگوں کی چلت پھرت، تمھیں کسی دھوکے میں مبتلا نہ کردے۔

ہمارے زمانے میں بھی، جب کمزور مسلمان امریکہ کی عراق پر، اور روس کی شیشان کے شہر گروزنی پر بمباری، تسلّط اور مسلمانوں کی مسکینی، بدحالی، شکست خوردگی، بے بسی اور لاچاری کے مناظر کو اخبارات میں پڑھتے ہیں اور ٹیلی ویژن پر دیکھتے ہیں تو ان بڑی طاقتوں کے جاہ و جلال سے مرعوب ہوکر اُمّتِ مسلمہ کے مستقبل سے مایوس ہوجاتے ہیں۔ لیکن اللہ کے وہ شیر، جن کی نگاہوں میں اللہ کی قوت، طاقت، اقتدار، بادشاہی اور ملوکیت سمائی رہتی ہے، دنیا کی طاقتوں کو تنکے سے بھی حقیر سمجھتے ہیں۔ خود کو اللہ کی فوج کا سپاہی سمجھ کر باطل کے خلاف صف آرا ہوجاتے ہیں۔ اللہ کے کلمے کو بلند کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اللہ ہی کو تنہا صاحبِ اقتدار سمجھتے ہیں۔ اُسی سے ڈرتے ہیں۔ یہی توحیدِ حاکمیت یا توحیدِ ملوکیت ہے۔

توحیدِ تشریع، توحیدِ حاکمیت کے حوالے سے، درج ذیل نکات پر مشتمل قرآنی آیات پر غور

کیجیے:

خالق ھی کو حکم و امر کا حق حاصل ھے

اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ ۭ تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ (الاعراف ۷:۵۴) سن لو! اُسی کی 'خلق' ہے اور اسی کا 'اَمر' ہے، بڑا بابرکت ہے اللہ، سارے جہانوں کا مالک و پروردگار۔

اِس آیت سے معلوم ہوا کہ خالق ہی کو حاکم و آمر ہونے کا حق حاصل ہے۔

بَلْ لِّلّٰهِ الْاَمْرُ جَمِيْعًا ۭ (الرعد ۱۳:۳۱) بلکہ سارا اَمر و اختیار اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے۔

يُدَبِّرُ الْاَمْرَ ۭ (یونس ۱۰:۳) (اللہ ہی) کائنات کا انتظام چلا رہا ہے (اَوامر اور اَحکامات کی تدبیر کر رہا ہے)۔

يَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ بَيْنَهُنَّ لِتَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ڏ (الطلاق ۶۵:۱۲) ان (زمین اور آسمانوں) کے درمیان 'حکم' نازل ہوتا رہتا ہے (یہ بات تمھیں اس لیے بتائی جا رہی ہے) تاکہ تم جان لو کہ اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔

مندرجہ بالا آیات سے معلوم ہوا کہ اللہ ہی خالق بھی ہے اور حاکم بھی۔ اللہ ایسا حاکم ہے، جس کے ہاتھ میں سارے اختیارات ہیں۔ اللہ ہی مدبّر ہستی ہے۔ وہ ایسا مدبّر ہے، جو اپنی حکمت اور دانائی کو اپنی قدرت اور طاقت سے دنیا میں نافذ کر کے رہتا ہے۔

اِسی لیے اُسے بہترین حاکم خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ اور اَحْكَمُ الْحٰكِمِيْنَ کہا گیا۔

وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ ۝ (المآئدۃ ۵:۴۴) اور جو لوگ اللہ کے نازل کردہ قانون کے مطابق فیصلہ نہ کریں، وہی کافر ہیں۔

(قرآن میں دوسری جگہ ایسے لوگوں کو فاسق اور ظالم بھی کہا گیا ہے۔)

اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ۭ (الانعام ۶:۵۷) فیصلے (حکم) کا سارا اختیار، اللہ ہی کو ہے۔

اَلَا لَهُ الْحُكْمُ ۣ وَهُوَ اَسْرَعُ الْحٰسِبِيْنَ (الانعام ۶:۶۲) خبردار ہو جاؤ! فیصلے کے

سارے اختیارات اسی کو حاصل ہیں۔ اور وہ حساب لینے میں بہت تیز ہے۔

مندرجہ بالا آیات میں مشرکینِ مکہ کے خود ساختہ قوانینِ حلال و حرام کا اِبطال بھی کیا گیا ہے۔ سورۂ شوریٰ میں، اللہ تعالیٰ نے اِن سے سوال کیا ہے:

اَمْ لَهُمْ شُرَكٰٓؤُا شَرَعُوْا لَهُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا لَمْ يَاْذَنْۢ بِهِ اللّٰهُ ط (الشوریٰ ۴۲:۲۱) کیا ان کے کچھ شریک خدا ہیں، جنھوں نے ان کے لیے وہ دین ٹھیرایا ہے، جس کا اذن اللہ نے نہیں دیا۔

سورۂ شوریٰ کی اس آیت سے مندرجہ ذیل باتیں معلوم ہوتی ہیں:

۱- مشرکین مکہ کا عقیدہ تھا کہ شرکاء (یعنی الِهة، غیرُ اللّٰہ اور مِن دُونِ اللّٰہ) نے دین کی شریعت سازی کی ہے۔

۲ - مشرکینِ مکہ کے اس عقیدے اور اس شریعت کی اللہ تعالیٰ نے ہرگز اجازت نہیں دی۔

۳- الدین سے مُراد، محکومیت، اِطاعت، سپردگی اور بندگی ہے، جس میں اِسلام کے سارے احکام بھی شامل ہوتے ہیں، اور اِس جنس کی ساری دیگر چیزیں بھی۔

۴- شَرَعُوْا لَهُمْ ''اُن کے لیے قانون سازی کی'' سے مُراد، حلال و حرام کے احکام اور وہ دیگر تمام احکام ہیں، جو احکامِ الٰہی سے متصادم ہوتے ہیں۔

وَهُوَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ط لَهُ الْحَمْدُ فِى الْاُوْلٰى وَالْاٰخِرَةِ ز وَلَهُ الْحُكْمُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ o (القصص ۲۸:۷۰) اور وہ اللہ ہی ہے، جس کے سوا کوئی اِلٰہ نہیں، دنیا اور آخرت میں اسی کے لیے تعریف ہے۔ حکم دینا، اللہ ہی کے لیے ہے اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔

بہترین حاکم

اللہ تعالیٰ نہ صرف حاکم ہے، بلکہ خَيْرُ الْحَاكِمِيْن ہے، اَحكمُ الْحَاكِمِيْن ہے۔ وہ خَيْرُ الْفَاصِلِين ہے۔ فرمایا گیا:

وَهُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ o (الاعراف ۷:۸۷) اور وہی (اللہ) سب سے بہتر فیصلہ

کرنے والا ہے۔

اَلَیۡسَ اللّٰہُ بِاَحۡکَمِ الۡحٰکِمِیۡنَ ○ (التین ۸:۹۵) کیا اللہ تعالیٰ سب حاکموں سے بڑا حاکم نہیں ہے؟

حتمی فیصلہ

دنیا میں دیکھا گیا ہے کہ بعض عدالتیں ماتحت ہوتی ہیں اور اُن کے اوپر بڑی عدالتیں ہوتی ہیں جنھیں ہم سیشن کورٹ، ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ کہتے ہیں۔ ماتحت عدالتوں کے فیصلوں کو بڑی عدالتوں میں چیلنج کیا جاسکتا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ ایسا آخری حاکم ہے، جس کے فیصلوں کے بعد کوئی اُن میں ترمیم نہیں کرسکتا' اِضافہ نہیں کرسکتا اور نظرثانی نہیں کرسکتا۔ وہ آخری اتھارٹی ہے۔ دنیا کی عدالتوں میں مقدمات کئی کئی سالوں تک لٹکتے رہتے ہیں، لیکن اللہ تعالیٰ کی عدالت میں فی الفور فیصلے کیے جاتے ہیں۔ فرمایا گیا:

وَاللّٰہُ یَحۡکُمُ لَا مُعَقِّبَ لِحُکۡمِہٖ ؕ وَہُوَ سَرِیۡعُ الۡحِسَابِ ○ (الرعد ۱۳:۴۱) اللہ حکومت کر رہا ہے، کوئی اس کے فیصلوں پر نظرثانی کرنے والا نہیں ہے اور اُسے حساب لیتے کچھ دیر نہیں لگتی۔

بہترین فیصلہ کرنے والا

وَمَنۡ اَحۡسَنُ مِنَ اللّٰہِ حُکۡمًا لِّقَوۡمٍ یُّوۡقِنُوۡنَ ○ (المآئدة ۵:۵۰) اللہ پر یقین رکھنے والوں کے نزدیک، اللہ سے بہتر فیصلہ کرنے والا اور کون ہوسکتا ہے؟

مشورے سے بے نیاز

دنیا کی عدالتوں میں دیکھا گیا ہے کہ ایک سے زیادہ جج ہوتے ہیں اور جیوری کے کئی ممبر ہوتے ہیں، جج آپس میں اختلاف بھی کرتے ہیں۔ بعض اوقات فیصلے متفقہ ہوتے ہیں اور بعض اوقات کثرتِ رائے کی بنیاد پر فیصلے کیے جاتے ہیں۔ لیکن اللہ کی عدالت اِن سب سے مختلف ہے۔ اُس کے فیصلے تمام تر عدل پر مبنی ہوتے ہیں، جس میں غلطی کا کوئی اِمکان نہیں ہوتا۔ اُس کی شہادت مکمل ہوتی ہے۔ اُس کا علم ہر چیز پر محیط ہوتا ہے۔ وہ نیتوں سے بھی واقف ہوتا ہے۔ اُسے

اپنی حکومت میں اور اپنے احکامِ حکومت میں نہ کسی سے مشورہ کرنے کی ضرورت پڑتی ہے اور نہ وہ کسی کو اپنے فیصلوں میں شریک کرتا ہے۔ یہی بات سورۃ الکھف میں بیان کی گئی ہے:

وَلَا یُشْرِکُ فِیْ حُکْمِہٖٓ اَحَدًا ○ (الکھف ۱۸:۲۶) اور وہ اپنی حکومت اور اپنے احکامِ حکومت میں کسی کو شریک نہیں کرتا۔

معلوم ہوا کہ وہ اپنے حکم و اختیار میں کسی کو ساجھی نہیں بناتا، کیونکہ وہ خود علیم و حکیم ہے، اُسے کسی اور سے مشورے کی حاجت نہیں۔

حاکمِ مطلق

اللہ تعالیٰ ہی حاکمِ مطلق ہے۔ وہ کسی کے دباؤ میں نہیں ہے، نہ وہ کسی کے ڈر سے عدل و انصاف کا خون کرتا ہے، اور نہ کسی کی محبت اور مروّت میں ظلم پر مبنی فیصلہ کرتا ہے۔ دنیا کی عدالتوں پر اور عدالتوں کے فیصلوں پر ظالم حکمرانوں اور دیگر لوگوں کا دباؤ ہوتا ہے، جس کی وجہ سے وہ عدل سے اِنحراف کرتی ہیں۔ لیکن یہ معاملہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ نہیں۔ فرمایا گیا:

اِنَّ اللّٰہَ یَحْکُمُ مَا یُرِیْدُ ○ (المآئدۃ ۵:۱) یقیناً اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے، حکم دیتا ہے۔

اصل شارع اور قانون ساز

صحیح بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی اصل شارع ہے۔ صرف اُسی کے فیصلے حق پر مبنی ہوتے ہیں۔ اور وہی ایک ہستی ایسی ہے، جو ۱۰۰ فی صد صحیح فیصلے کر سکتی ہے۔ قرآن کہتا ہے:

اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰہِ ط یَقُصُّ الْحَقَّ وَھُوَ خَیْرُ الْفٰصِلِیْنَ ○ (الانعام ۶:۵۷) نہیں ہے کسی اور کا فیصلہ اور قانون، مگر اللہ کا (یعنی فیصلے کا سارا اختیار اللہ کو ہے)، وہی امرِ حق بیان کرتا ہے اور وہی بہترین فیصلہ کرنے والا ہے۔

اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰہِ ط اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِیَّاہُ ط (یوسف ۱۲:۴۰) فرماں روائی اور اقتدار اللہ کے سوا کسی کے لیے نہیں ہے، اُس کا حکم ہے کہ خود اُس کے سوا، تم کسی کی بندگی اور اطاعت نہ کرو!

تکوینی اور تشریعی حاکمیت

زمین و آسمان میں اُسی کی حکومت ہے، یعنی تکوینی حکومت بھی اُسی کی ہے اور تشریعی حکومت بھی اُسی کی ہونی چاہیے۔ جبری دنیا میں بھی اُسی کی حکومت ہے اور اِختیاری دنیا میں بھی اُسی کی حکومت ہونی چاہیے۔ تکوینی حکومت بھی ہر قسم کے عیب سے پاک ہے اور اُس کی شریعت بھی عیب سے پاک ہے۔ چونکہ وہ حکیم اور علیم ہے، اسی لیے ہر دو دائروں میں اس کے احکام کامل علم اور کامل حکمت پر مشتمل ہیں۔ چنانچہ اس نکتے کو سورۃ الزخرف میں کھولا گیا ہے:

وَهُوَ الَّذِیْ فِی السَّمَآءِ اِلٰـهٌ وَّ فِی الْاَرْضِ اِلٰـهٌ ط وَهُوَ الْحَکِیْمُ الْعَلِیْمُ ٥ (الزخرف ۸۴:۴۳) وہی ایک، آسمان میں بھی اِلٰہ ہے اور زمین میں بھی اِلٰہ، اور وہی حکیم و علیم ہے۔

● تکوینی حاکمیت کی مثالیں: کون و مکان میں اُسی کی حکومت ہے۔ سورج اور چاند اُسی کے حکم سے گردش کرتے ہیں۔ کائنات کے اندر توازن اُسی کا قائم کردہ ہے۔ ہمارے اپنے جسم میں ہمارا اپنا دل، اُسی کے حکم سے دھڑکتا ہے۔ دل کی دھڑکن پر خود ہمارا کوئی اختیار نہیں۔ ہمارے بال اور ناخن ہم سے پوچھ کر نہیں بڑھتے۔ یہ اُس کی تکوینی اور جبری حکومت کی مثالیں ہیں۔ قرآنِ مجید میں ہمیں اس کی بہت سی مثالیں ملتی ہیں:

وَالسَّمَآءَ رَفَعَهَا وَوَضَعَ الْمِیْزَانَ ٥ (الرحمٰن ۷:۵۵) آسمان کو اُس نے بلند کیا اور میزان قائم کردی۔

● تشریعی حاکمیت کی مثالیں: اللہ نے اِنسان کو آزادیِ اختیار عطا کی ہے اور پھر اُسے اپنے تشریعی احکام بھی عطا کیے ہیں اور اِنسان کو حکم دیا ہے کہ اِس اختیاری دائرے میں بھی ہم اُس کی شریعت پر عمل کریں۔ چنانچہ کہا گیا:

وَاَقِیْمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ وَلَا تُخْسِرُوا الْمِیْزَانَ ٥ (الرحمٰن ۹:۵۵) انصاف کے ساتھ ٹھیک تولو! اور ترازو میں ڈنڈی نہ مارو!

اَلزَّانِیَةُ وَالزَّانِیْ فَاجْلِدُوْا کُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ ص (النور ۲:۲۴) زانیہ عورت اور زانی مرد، دونوں میں سے ہر ایک کو ۱۰۰ کوڑے مارو!

وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْٓا اَیْدِیَهُمَا (المآئدۃ ۳۸:۵) اور چور خواہ عورت ہو یا

مرد، دونوں کے ہاتھ کاٹ دو!

كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلٰى ط اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالْاُنْثٰى بِالْاُنْثٰى ط (البقرۃ ۲:۱۷۸) تمھارے لیے قتل کے مقدموں میں، قصاص کا حکم لکھ دیا گیا ہے۔ آزاد آدمی نے قتل کیا ہو تو اس آزاد ہی سے بدلہ لیا جائے، غلام قاتل ہو تو وہ غلام ہی قتل کیا جائے، اور عورت اس جرم کی مرتکب ہو تو اس عورت ہی سے قصاص لیا جائے۔

وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا ط (البقرۃ ۲:۲۷۵) حالانکہ اللہ نے تجارت کو حلال کیا ہے اور سود کو حرام۔

معلوم ہوا کہ سود کی حرمت، جان کے بدلے جان کے قصاص کا حکم، چوروں اور زنا کرنے والوں کی سزائیں وغیرہ وغیرہ، یہ سب اُسی کا تشریعی قانون ہے۔

رسولؐ بھی شریعت کے تابع

شارعِ حقیقی اللہ تعالیٰ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اپنی عطا کردہ شریعت و قانون کے مطابق، عدل و انصاف کرنے کا حکم دیا ہے۔ چنانچہ فرمایا گیا:

وَاِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ ط (المآئدۃ ۵:۴۲) اور (اے نبیؐ!) فیصلہ کرو تو پھر ٹھیک ٹھیک انصاف کے ساتھ کرو!

وَاِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ ط (النسآء ۴: ۵۸) اور (اے مسلمانو!) جب لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو عدل کے ساتھ فیصلہ کرو!

نزولِ قرآن کا مقصد

قرآنِ مجید میں نازل کردہ وحیِ جلی اور احادیث میں بیان کردہ وحیِ خفی، دونوں کے نزول کا بنیادی مقصد یہی ہے کہ علیم و حکیم عادل اللہ تعالیٰ کے قانون کے مطابق دنیاوی فیصلے کیے جائیں۔ کہا گیا:

اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَآ اَرٰىكَ اللّٰهُ ط (النسآء

۴:۱۰۵) اے نبیؐ، ہم نے یہ کتاب حق کے ساتھ تمھاری طرف نازل کی ہے، تاکہ جو راہِ راست اللہ نے تمھیں دکھائی ہے، اس کے مطابق لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو!

احکامِ شریعت سے پہلو تہی

سچے اور مخلص مسلمان اللہ تعالیٰ کو شارع مان کر، اُس کی شریعت کے قوانین کے مطابق ہی سارے فیصلے کرتے ہیں۔ اپنے تمام اختلافی معاملات کو قرآن وسنت کی طرف پھیرتے ہیں۔ اِس کے برخلاف، منافقین اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ شریعت کے فیصلوں سے پہلوتہی کرتے ہیں اور جی چراتے ہیں۔ سورۂ آل عمران میں منافقین کی اِس روش پر روشنی ڈالی گئی ہے:

يُدْعَوْنَ اِلٰى كِتٰبِ اللّٰهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ (اٰلِ عمرٰن ۳: ۲۳) اُنھیں جب کتاب الٰہی کی طرف بلایا جاتا ہے، تاکہ وہ اُن کے درمیان فیصلہ کرے، تو ان میں سے ایک فریق اِس سے پہلوتہی کرتا ہے۔

احکامِ الٰھی کے نفاذ میں رکاوٹ

سچے اور مخلص مسلمانوں، ججوں اور حکمرانوں پر، ہمیشہ اہلِ باطل کا دباؤ ہوتا ہے کہ وہ اہلِ باطل کی خواہشات کے مطابق فیصلے کریں اور اللہ کے قانون کو پسِ پشت ڈال دیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اپنے آخری رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی واضح طور پر حکم دیا کہ وہ مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ کے مطابق فیصلے کریں اور لوگوں کی خواہشات (اَهْوَآءَهُمْ) کی پیروی نہ کریں۔ معلوم ہوا کہ تحکیمِ الٰہی کے راستے میں، اہلِ باطل کی خواہشاتِ نفسانی رکاوٹ بن جاتی ہیں۔

وَاَنِ احْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ (المآئدۃ ۵:۴۹) اے نبیؐ! تم اللہ کے نازل کردہ قانون کے مطابق، اِن لوگوں کے معاملات کا فیصلہ کرو! اور ان کی خواہشات کی پیروی نہ کرو۔

فَاحْكُمْ بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوٰى (صٓ ۳۸:۲۶) لہٰذا تو لوگوں کے درمیان حق کے ساتھ حکومت کر! اور خواہشِ نفس کی پیروی نہ کر!

مسلمانوں کا شعار سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا

منافقین کے طرزِ عمل کے بالکل برعکس، سچے اور مخلص مسلمان، اللہ تعالیٰ کی شریعت کے فیصلوں کو سَمِعۡنَا وَاَطَعۡنَا کہہ کر قبول کرتے ہیں۔ چنانچہ فرمایا گیا:

اِنَّمَا كَانَ قَوۡلَ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ اِذَا دُعُوۡۤا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوۡلِهٖ لِيَحۡكُمَ بَيۡنَهُمۡ اَنۡ يَّقُوۡلُوۡا سَمِعۡنَا وَاَطَعۡنَا ؕ (النور ۲۴:۵۱) ایمان لانے والوں کا کام تو یہ ہے کہ جب وہ اللہ اور رسولؐ کی طرف بلائے جائیں، تاکہ رسولؐ ان کے مقدمے کا فیصلہ کریں تو وہ کہیں کہ ہم نے سنا اور اطاعت کی۔

کیا قانونِ جاهلیت کے طالب هو!

ہمارے حکیم خالق نے، ہماری بھلائی کے لیے، قرآن وسنت میں، حکمت پر مبنی احکام عطا فرمائے ہیں۔ اِن حکیمانہ احکام وقوانین سے ہٹ کر جو لوگ فیصلہ چاہتے ہیں وہ گویا جاہلیت کے قوانین اور ایامِ جاہلیت کے رسم و رواج کے مطابق فیصلے چاہتے ہیں۔ یہی وہ سوال ہے، جو سورۂ مائدہ میں اُٹھایا گیا ہے۔ حُكۡمُ اللّٰهِ کے مقابلے میں حُكۡمُ الۡجَاهِلِيَّةِ ہوتا ہے، جو باپ دادا کی رسومات اور بدعات پر مشتمل ہوتا ہے۔

اَفَحُكۡمَ الۡجَاهِلِيَّةِ يَبۡغُوۡنَ ؕ (المآئدۃ ۵:۵۰) تو کیا پھر یہ جاہلیت کا فیصلہ چاہتے ہیں؟

منافقین کی روش

اپنے وقت کی ظالم و جابر، سرکش و متکبر، بے لگام قوتیں، جن کے ہاتھ میں اقتدار اور فیصلوں کا اختیار ہوتا ہے، مخلص مسلمانوں پر اپنے ظالم قوانین مسلط کرنے کی کوشش کرتی ہیں، لیکن سچے مسلمان، طاغوت کی عدالت کو تسلیم ہی نہیں کرتے اور وہ اپنے تمام اِختلافی معاملات کے لیے مَا اَنۡزَلَ اللّٰهُ سے رجوع کرتے ہیں۔ اِس کے برخلاف منافقین، اپنے دنیاوی فائدوں کے لیے اپنے معاملات کے فیصلوں کے لیے طاغوتی عدالتوں سے فریاد کرتے ہیں۔ فرمایا گیا:

يُرِيۡدُوۡنَ اَنۡ يَّتَحَاكَمُوۡۤا اِلَى الطَّاغُوۡتِ وَقَدۡ اُمِرُوۡۤا اَنۡ يَّكۡفُرُوۡا بِهٖ ؕ (النسآء ۴:۶۰) مگر (یہ منافقین) چاہتے یہ ہیں کہ اپنے معاملات کا فیصلہ کرانے کے لیے

' طاغوت کی طرف، رجوع کریں، حالانکہ انھیں طاغوت سے کفر کرنے کا حکم دیا گیا تھا۔
یہاں غیر اسلامی قوانین اور غیر اسلامی عدالتوں کو طاغوت کہا گیا ہے، جو اللہ کے نازل کردہ احکام سے متصادم ہوتی ہیں۔

غَیرُ اللہ کی اطاعت کی ممانعت

ایک مسلمان کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ اللہ کے علاوہ کسی اور کو حَکَم، یعنی جج تسلیم کرے، جب کہ ہمارے پاس اللہ کی طرف سے نازل کردہ تفصیلی کتاب موجود ہے۔ چنانچہ خود محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ مبارک سے یہ سوال کرایا گیا:

اَفَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْتَغِيْ حَكَمًا وَّهُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ اِلَيْكُمُ الْكِتٰبَ مُفَصَّلًا ؕ (الانعام ۶: ۱۱۴) تو کیا میں اللہ کے سوا، کوئی اور فیصلہ کرنے والا تلاش کروں؟ حالانکہ اس نے پوری تفصیل کے ساتھ تمھاری طرف کتاب نازل کر دی ہے؟

قانون سازی کی بنیاد

سورۂ ممتحنہ میں دارالاسلام کی شہریت کے قوانین بیان کیے گئے ہیں۔ دارُ الکفر اور دارُالاسلام میں مقیم افراد کے حق مہر کے تبادلے کے احکام کے ساتھ ساتھ یہ بھی بتایا گیا کہ ہجرت کرنے والی خواتین کو جانچنا اور پرکھنا ضروری ہے۔ ہوسکتا ہے کہ اِن نئی مہاجرات میں کوئی جاسوس ہو۔ ان تمام احکام کو اللہ کا حکم (حُكْمُ اللّٰهِ) کہا گیا۔ یہ سارے قوانین اللہ کے علم اور اللہ کی حکمت و دانائی پر مبنی ہیں۔ اِن قوانین کا مقصد بھی اِسلامی ریاست کو مضبوط کرنا اور مسلمانوں کے اِجتماعی مفادات کا تحفظ کرنا ہے۔

ذٰلِكُمْ حُكْمُ اللّٰهِ ؕ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ (الممتحنة ۶۰:۱۰) یہ اللہ کا حکم ہے، وہ تمھارے درمیان فیصلہ کرتا ہے اور وہ علیم و حکیم ہے۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ ریاست اور شہریت کے قوانین بھی توحیدِ حاکمیت، یعنی تشریع کا حصہ ہیں۔

اللہ کے قوانین کے مطابق فیصلے نہ کرنے والے

سورۂ مائدہ میں مَا اَنۡزَلَ اللّٰہُ کے مطابق فیصلہ نہ کرنے والوں کو الۡکَافِرُوۡن اور الظّٰلِمُوۡن اور الۡفَاسِقُوۡن کہا گیا ہے۔فرمایا گیا:

وَمَنۡ لَّمۡ یَحۡکُمۡ بِمَآ اَنۡزَلَ اللّٰہُ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الۡکَافِرُوۡنَ ○ (المآئدۃ ۵:۴۴) جو لوگ اللہ کے نازل کردہ قانون کے مطابق فیصلہ نہ کریں، وہی کافر ہیں۔

وَمَنۡ لَّمۡ یَحۡکُمۡ بِمَآ اَنۡزَلَ اللّٰہُ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الظّٰلِمُوۡنَ ○ ۵):۴۵) جو لوگ اللہ کے نازل کردہ قانون کے مطابق فیصلہ نہ کریں، وہی ظالم ہیں۔

وَمَنۡ لَّمۡ یَحۡکُمۡ بِمَآ اَنۡزَلَ اللّٰہُ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الۡفَاسِقُوۡنَ ○۵):۴۷) جو لوگ اللہ کے نازل کردہ قانون کے مطابق فیصلہ نہ کریں، وہی فاسق و گناہ گار ہیں۔

حلال و حرام کا تعین

چیزوں کو حلال یا حرام کرنا بھی، اللہ تعالیٰ کا تشریعی اختیار ہے، چنانچہ فرمایا گیا:

وَلَا تَقُوۡلُوۡا لِمَا تَصِفُ اَلۡسِنَتُکُمُ الۡکَذِبَ ھٰذَا حَلٰلٌ وَّ ھٰذَا حَرَامٌ لِّتَفۡتَرُوۡا عَلَی اللّٰہِ الۡکَذِبَ ط (النحل ۱۶:۱۱۶) اور یہ جو تمھاری زبانیں، جھوٹے احکام لگایا کرتی ہیں کہ یہ چیز حلال ہے اور وہ حرام، تو اس طرح کے حکم لگا کر، اللہ پر جھوٹ نہ باندھو!

اِنَّ الَّذِیۡنَ یَفۡتَرُوۡنَ عَلَی اللّٰہِ الۡکَذِبَ لَا یُفۡلِحُوۡنَ ○ (النحل ۱۶:۱۱۶) جو لوگ اللہ پر جھوٹے افترا باندھتے ہیں، وہ ہرگز فلاح نہیں پایا کرتے۔

قُلۡ اَرَءَیۡتُمۡ مَّآ اَنۡزَلَ اللّٰہُ لَکُمۡ مِّنۡ رِّزۡقٍ فَجَعَلۡتُمۡ مِّنۡہُ حَرَامًا وَّ حَلٰلًا ط قُلۡ آٰللّٰہُ اَذِنَ لَکُمۡ اَمۡ عَلَی اللّٰہِ تَفۡتَرُوۡنَ ○ (یونس ۱۰:۵۹) اے نبیؐ! ان سے کہیے! تم لوگوں نے کبھی یہ بھی سوچا ہے کہ جو رزق اللہ نے تمھارے لیے اتارا تھا، اس میں سے تم نے خود ہی کسی کو حرام اور کسی کو حلال ٹھیرا لیا۔ ان سے پوچھیے! اللہ نے کیا تم کو اس کی اجازت دی تھی؟

یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰہُ لَکَ ج (التحریم ۶۶:۱) اے نبیؐ! آپؐ اس چیز کو کیوں حرام کرتے ہیں، جو اللہ نے آپؐ کے لیے حلال کی ہے؟

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَیِّبٰتِ مَآ اَحَلَّ اللّٰہُ لَکُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا ط (المائدۃ ۵:۸۷) اے لوگو جو ایمان لائے ہو! جو پاک چیزیں اللہ نے تمھارے لیے حلال کی ہیں، انھیں حرام نہ کرلو اور حد سے تجاوز نہ کرو۔

مشرکینِ مکہ کا شِرک فی التشریع

مشرکینِ مکہ توحیدِ خالقیت اور توحیدِ ربوبیت کے قائل تھے، لیکن توحیدِ اُلوہیت اور توحیدِ حاکمیت یعنی توحیدِ تشریع کے منکر تھے۔ سورۂ انعام میں ان کے شِرک فی التشریع کی تفصیل بیان کی گئی ہے، اور اللہ تعالیٰ نے ان کے عقیدے کے عین برعکس توحید فی التشریع کی وضاحت کی ہے۔

مشرکینِ مکہ کے شرک فی التشریع کے سلسلے میں مندرجہ ذیل مثالیں دی گئی ہیں:

۱- مشرکینِ مکہ اپنی کھیتیوں اور اپنے چوپایوں میں اللہ کا حصہ بھی مقرر کرتے تھے اور اپنے دیگر شرکا کا حصہ بھی مقرر کرتے تھے۔ (الانعام ۶:۱۳۶)

۲- بعض مویشیوں اور بعض کھیتیوں کے بارے میں ان کا عقیدہ تھا کہ یہ ممنوع ہیں۔ (۶:۱۳۸)

۳- بعض چوپایوں کے بارے میں ان کا عقیدہ تھا کہ ان پر سواری حرام ہے اور بعض پر یہ اللہ کا نام نہیں لیتے تھے۔ (۶:۱۳۸)

۴- بعض جانوروں کے پیٹ میں پائے جانے والے (زندہ) بچوں کے بارے میں ان کا عقیدہ تھا کہ یہ صرف اُن کے مردوں کے لیے حلال ہیں اور عورتوں کے لیے حرام ہیں، البتہ اگر یہ بچہ مُردہ پیدا ہوتا تو مردوں اور عورتوں دونوں کے لیے حلال ہو جاتا۔

توحید فی التشریع کے سلسلے میں مندرجہ ذیل مثالیں دی گئی ہیں:

۱- اُن جانوروں کا گوشت جائز ہے، جن پر اللہ کا نام لیا گیا ہے۔ (۶:۱۱۸)

۲- اُن جانوروں کا گوشت ناجائز بھی ہے اور فسق بھی، جن پر اللہ کا نام نہیں لیا گیا۔ (۶:۱۲۱)

۳- مُردار، بہتا خون، سور کا گوشت اور وہ جانور، جو غیرُ اللہ کے لیے نامزد کیا گیا ہو، کے سوا وحی میں کوئی چیز حرام نہیں ہے۔(۶:۱۴۵)

۴- شرک، والدین کی نافرمانی، اولاد کا قتل، ظاہری اور باطنی فحاشی، اور قتلِ نفس کو اللہ تعالیٰ نے حرام ٹھیرایا ہے۔(۶:۱۵۱)

شریعت ساز اور قانون ساز

مندرجہ ذیل آیت پر غور کیجیے اور اَرباب، یَعۡبُدُوا اور اِلٰہ کے الفاظ پر خصوصی توجہ فرمایئے:

> اِتَّخَذُوۡۤا اَحۡبَارَهُمۡ وَرُهۡبَانَهُمۡ اَرۡبَابًا مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ وَالۡمَسِيۡحَ ابۡنَ مَرۡيَمَ ۚ وَمَاۤ اُمِرُوۡۤا اِلَّا لِيَعۡبُدُوۡۤا اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ سُبۡحٰنَهٗ (التوبة ۹:۳۱)
>
> انھوں نے (یعنی یہودیوں نے) اپنے علما اور درویشوں کو، اللہ کے سوا، اپنا رَب بنالیا ہے اور اسی طرح (عیسائیوں نے) مسیح ابن مریم کو بھی۔ حالانکہ ان کو ایک 'معبود' کے سوا کسی کی 'عبادت' (بندگی) کرنے کا حکم نہیں دیا گیا تھا، وہ جس کے سوا، کوئی مستحقِ عبادت نہیں ہے، بے عیب پاک ہستی ہے۔

اس آیت میں، علما اور درویشوں کی عبادت سے مراد، ان کی اطاعت ہے۔ قرآن وسنت کے مقابلے میں، علما، صوفیا، تارک الدّنیا فقرا (رُہبان) اور گوشہ نشینوں کے ارشادات کو ماننا اور اُن پر عمل کرنا، شِرک فی الحکم ہے۔ قرآن وسنت کے حلال وحرام کے اُصولوں کو ترک کر کے، اَحبار (علما) اور رُہبان (راہب صوفیا) کے تصنیف کردہ حلال وحرام کو ماننا بھی شرک ہے اور اُن کو اَرباب بنانے کے مترادف ہے، جیسا کہ مندرجہ بالا آیت کی تفسیر میں نبی کریمؐ نے حضرت عدیؓ بن حاتم سے وضاحت فرمائی۔

اجتہاد کے ذریعے قانون سازی

فقہائے امت، علمائے کرام اور ماہرینِ قانونِ شریعتِ اِسلامی، ذیلی اور فروعی امور میں، قرآن وسنت کے سائے تلے، نئے مسائل کے حل کے لیے اجتہاد کر سکتے ہیں۔ لیکن اجتہاد کے صحیح

ہونے کے لیے تین شرائط ضروری ہیں:

۱ -اجتہاد کسی نصِ قرآنی کے خلاف نہ ہو۔

۲ -اجتہاد کسی حدیثِ متواتر اور حدیثِ صحیح کے خلاف نہ ہو۔

۳ -اجتہاد اجماعِ امت کے خلاف نہ ہو۔

مغربی جمہوریت اور تشریعی توحید

عوام کے بااعتماد نمایندوں کے ذریعے نظامِ سلطنت کو چلانا جمہوریت ہے۔ اسلام اس کا مخالف نہیں۔ ظاہر ہے خلفاے راشدینؓ بھی صحابہ کرامؓ کے بااعتماد نمایندے تھے اور انھوں نے بلاجبر و اِکراہ ان کے ہاتھ پر بیعت کی تھی، لیکن 'مغربی جمہوریت' ایک بالکل مختلف چیز ہے۔

مغربی جمہوریت کی رو سے، عوام کے بااعتماد نمایندوں کی اکثریت کو پارلیمنٹ یا اسمبلی میں خدائی قانون اور تشریعی قوانین میں تغیر و تبدل کے اختیارات حاصل ہو جاتے ہیں۔ یہ شرک فی التشریع ہے۔ اسلام پارلیمنٹ کی ایسی بالادستی کو تسلیم نہیں کرتا۔ البتہ اگر پارلیمنٹ، خدائی قانون اور تشریعی قوانین کے ماتحت رہ کر، فروعی معاملات میں مندرجہ بالا تین شرائط کے مطابق قانون سازی کرے تو اس پر اعتراض نہیں کیا جاسکتا۔